روحانی تکمیل کے تین ذرائع

(فرمودہ ۱۱ دسمبر ۱۹۲۹ء)

۱۱- دسمبر ۱۹۲۹ء حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے شیخ داؤد احمد صاحب ابن جناب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی کا نکاح بلقیس بیگم بنت بابو فیروز علی صاحب کے ساتھ پڑھا۔

خطبہ مسنونہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

گو میری طبیعت ایسی ہے کہ وہ اجازت نہیں دیتی میں لمبا خطبہ اس موقع پر پڑھوں لیکن ایک بات ایسی ہے جو اس موقع پر کہے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَاۤءِ وَهٰٓؤُلَاۤءِ مِنْ عَطَاۤءِ رَبِّكَ ۔[1] کہ ہم مؤمن اور کافر ہر ایک کو اس کے کام میں مدد دیتے ہیں۔ مجھے اس رشتہ کے موقع پر اس آیت کی طرف توجہ اس لئے پیدا ہوئی کہ بابو فیروز علی صاحب کی اس لڑکی کے متعلق کئی رشتے میری معرفت بھی آئے اور بعض ان میں سے مَیں نے ان کو بتائے۔ کئی ان میں سے بہت اچھے تھے مگر بابو صاحب نے یہی کہا کہ میں قادیان میں آیا ہوں اور یہی چاہتا ہوں کہ میری لڑکی قادیان میں ہی بیاہی جائے۔ ممکن ہے ان کے عذر کرنے کی اور وجوہات بھی ہوں مگر مجھ پر انہوں نے یہی ظاہر کیا۔ اسی مہینہ کی بات ہے ایک دن یونہی مجھے خیال آیا کہ بابو صاحب کی خواہش ہے کہ ان کی لڑکی کا رشتہ قادیان میں ہی ہو۔ ایک لڑکی ان کی شیخ محمود احمد صاحب سے بیاہی ہوئی ہے۔ دوسری کا رشتہ ان کے چھوٹے بھائی سے کیوں نہ ہو جائے مگر پھر مجھے یہ خیال بھول گیا۔ جب خیال آیا تھا اس وقت میرا ارادہ تھا کہ اس رشتہ کے متعلق فریقین کا عندیہ معلوم کروں مگر پھر یاد نہ رہا۔ یہ ۱۰- ۱۵ دن کے اندر اندر کی

بات ہے۔ بعض خیالات اس طرح الٰہی تحریک کے ماتحت آجاتے ہیں کہ ان کا وجود میں آنا اللہ تعالیٰ کے منشاء کے ماتحت ہوتا ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ الٰہی سلسلوں میں بہت سی باتوں کی بنیاد روحانی طور پر ہوتی ہے مادی طور پر نہیں ہوتی مگر بہت لوگ یہ بات نہ سمجھنے کی وجہ سے ٹھوکر کھا جاتے ہیں۔ بسا اوقات ایک انسان تکلیفیں اٹھاتا اور طرح طرح کی مشکلات میں پڑتا ہے لیکن روحانیت سے واسطہ رکھنے والا ان مشکلات سے نکلنے کی کوئی نہ کوئی راہ پا ہی لیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے کاموں کے لئے مختلف ذریعے مقرر کئے ہیں ان میں سے کچھ تو دنیوی ہیں اور کچھ موہبت سے تعلق رکھتے ہیں لیکن اگر انسان خدا تعالیٰ کے دروازہ پر پڑ جائے اور اس وقت تک نہ اٹھے جب تک اس کی مشکلات دور نہ ہو جائیں۔ اور یہی کہے کہ میں تو تیری موہبت سے ہی اپنی کامیابی کی راہ پاؤں گا تو گو بظاہر اس کے لئے بہت سی مشکلات اور تکالیف ہوں مگر ایک نہ ایک دن اس کے لئے ضرور رستہ کھل جائے گا۔ اسے کئی قسم کی تکالیف بھی برداشت کرنا پڑیں گی دیکھنے والے اس پر ہنسیں گے اور اعتراض بھی کریں گے لیکن جب کوئی انسان اپنی غفلت اور سستی کی وجہ سے نہیں بلکہ اپنے دل میں یہ بات گڑ جانے کی وجہ سے کہ میں اسی طرح خدا تعالیٰ کا فضل حاصل کروں گا تو ضرور اللہ تعالیٰ اس کے لئے راہ نکال دیتا ہے۔

یہ رشتہ جہاں تجویز ہوا ہے اس میں خدا تعالیٰ آئندہ زیادہ آرام و آسائش کی صورت پیدا کردے تو اور بات ہے لیکن موجودہ حالت کے لحاظ سے اس سے وہ رشتے زیادہ مناسب معلوم ہوتے تھے جو برسر روزگار تھے اور معقول تنخواہ پاتے تھے۔ مگر میں سمجھتا ہوں بابو صاحب کی قادیان سے محبت کا یہ ثمر تھا کہ انہیں رد کر دیتے رہے لیکن چونکہ وہ ارادہ کر چکے تھے کہ قادیان میں ہی رشتہ کریں گے اس لئے یہ رشتہ منظور کر لیا۔

بابو صاحب کی ایک لڑکی کا اسی خاندان میں پہلے رشتہ ہو چکا تھا اس وجہ سے دونوں گھرانوں کے آپس میں تعلقات تھے لڑکی بھی ان کے سامنے تھی اور لڑکا بھی۔ مگر رشتہ کی تجویز کے متعلق خدا تعالیٰ نے کچھ عرصہ انتظار کرایا اور پھر ہو گیا۔ گو یہ ایک معمولی بات ہے مگر اس سے بہت بڑا سبق حاصل ہوتا ہے اور وہ یہ کہ جب کوئی ارادہ کرتا ہے اخلاص اور محبت سے نہ کہ سستی اور کوتاہی سے۔ وہ کوشش کر سکتا ہے مگر خدا تعالیٰ پر توکل کر کے نہیں کرتا اور کہتا ہے کہ خدا ہی سے لوں گا تو خدا تعالیٰ آج نہیں تو کل، کل نہیں تو پرسوں، پرسوں نہیں تو اترسوں اس کی خواہش پوری کر دیتا ہے۔

میرے نزدیک مؤمن کو اپنے کاموں میں ایک رنگ یہ بھی اختیار کرنا چاہئے جیسے انسان کو جسمانی ترقی کے لئے مختلف غذائیں کھانی پڑتی ہیں۔ وہ گوشت، سبزی، پھل، ترکاری کھاتا ہے اور اس طرح جسم کی ترقی ہوتی ہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ نے روحانی ترقی کے لئے کچھ دنیوی تدبیریں رکھی ہیں اور کچھ دینی اور کچھ توکل ہے۔ یوں تو دین و دنیا کے سب کاموں میں جو مؤمن کرتا ہے یہ تینوں باتیں شامل ہیں۔ مثلاً جب انسان دنیا کا کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو اس کے لئے ظاہری تدابیر سے کام لیتا ہے۔ یہ دنیوی تدابیر ہوئیں پھر نیت کرتا ہے۔ اگر اس میں مجھے فائدہ ہوا تو میں دین کی خدمت کروں گا یہ دینی پہلو ہو گیا اور پھر اس میں کامیابی کے لئے دعا بھی کرتا ہے یہ توکل ہو گیا۔ اسی طرح اگر کوئی دین کا کام کرتا ہے تو سمجھتا ہے اس طرح مجھ پر اللہ تعالیٰ کا فضل دنیوی رنگ میں بھی ہو گا اور میں دنیا میں آرام کی زندگی بسر کروں گا پھر دعا کرتا ہے اس طرح ایسے کام میں بھی یہ تینوں باتیں شامل ہوتی ہیں اسی طرح جب کوئی انسان توکل کرتا ہے تو اس دائرہ کے اندر اندر تدبیر بھی کرتا ہے۔ پس ہر کام میں یہ تینوں باتیں شامل ہوتی ہیں مگر کسی کام میں دنیوی تدابیر کا پہلو بڑھا ہوتا ہے کسی میں دینی کا اور کسی میں توکل کا۔ مؤمن کے لئے یہ بڑی برکت کا موجب ہوتا ہے کہ وہ یہ تینوں رنگ نمایاں طور پر دکھائے یعنی وہ ایسے کام کرے جن میں دنیوی تدابیر کا پہلو غالب ہو۔ ایسے کام بھی کرے جن میں دینی تدابیر کا پہلو بڑھا ہوا ہو اور ایسے کام بھی کرے جن میں توکل کا پلہ بھاری ہو۔ اس طرح اس کا روحانی جسم مکمل ہو جاتا ہے جو صرف دنیاوی یا صرف دینی یا صرف توکل کا پہلو اختیار کرنے سے نہیں ہو سکتا۔ جب تینوں رنگ اختیار کئے جاتے ہیں تب روحانی جسم مکمل ہو جاتا ہے۔

(الفضل ۲۴۔ دسمبر ۱۹۲۹ء صفحہ ۷)

لے بنی اسرائیل : ۲۱